Al-Falah Islamic Foundation
Estd : 2008

سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ایک نظر میں



www.afif.in

تالیف

مولانا ندیم احمد انصاری

ڈائریکٹر الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن انڈیا

ناشر

الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن انڈیا

تفصیلات

کتاب کا نام: سیرتِ رسول ﷺ (ایک نظر میں)
مؤلف: مولانا ندیم احمد انصاری (ایم اے، جرنلسٹ)
ناشر: الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا
ای میل: alfalahislamicfoundation@gmail.com
ویب سائٹ: www.afif.in

گزارش

کوئی مسلمان، دینی کتب میں عمداً کسی غلطی کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ تاہم، انسان ہونے کے ناطے خطا ونسیان کا عین امکان ہے، اس لیے کوئی قابلِ اصلاح غلطی نظر سے گزرے، تو اس کی تحریراً اطلاع ضرور دیں۔

قال اللہ تعالیٰ: ﴿وتعاونوا علی البر والتقویٰ﴾

منجانب:

الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا

عنوانات

عرضِ مؤلف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله و کفی و سلام علی عباده الذین اصطفی، اما بعد:

خلاصۂ کائنات حضرت محمد ﷺ کی سیرتِ مبارکہ پڑھنے پڑھانے کی ضرورت عیاں را چہ بیاں ہے۔ یہی سبب ہے کہ امت میں جب سے تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع ہوا، آج تک ہر قرن و زمانہ کے علماء نے مختلف زبانوں میں اس مبارک سلسلہ میں حصہ لیا۔ یہ ایک لا متناہی سلسلہ ہے۔ حد تو یہ ہے کہ مغربی مؤرخین و مستشرقین نے بھی اس میں بڑا حصہ لیا ہے۔

اس وقت ہم ضرورتِ زمانہ کا لحاظ کرتے ہوئے ار اسلامی تعلیم کو عام کرنے کی غرض سے نہایت مختصر و جامع انداز میں رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ مبارکہ پیش کر رہے ہیں۔ جیسا کہ عرض کیا گیا، رسول اللہ ﷺ کی سیرت نگاروں کا ایک وسیع ترین سلسلہ ہے، جس کا ختم ہونا تو ناممکن ہے، البتہ اس میں داخل ہونا یقیناً باعثِ صد افتخار ہے۔ اس کتاب کو پیش کرنے کا مقصد یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعے قاری کے شوق میں اضافہ ہو اور وہ اپنے مطالعہ میں سیرتِ نبوی ﷺ کو خصوصیت

سے شامل کرے۔

کتاب میں تمام باتیں معتبر کتب کے مکمل حوالوں سے پیش کی گئی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس مختصر دینی کاوش کو قبول فرمائے اور ہر دو عالم میں سرخ روئی ونجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین یا رب العالمین

مولانا ندیم احمد انصاری

ڈیریکٹر الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا

مہتمم مدرسہ نورِ محمدی، ممبئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نورِ محمدی ﷺ

حضرت جابرؓ کی روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے جابر! اللہ تعالی نے تمام چیزوں سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور (کے فیض) سے پیدا کیا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک! میں حق تعالی کے نزدیک خاتم النبیین ہو چکا تھا اور حضرت آدم علیہ السلام کا ابھی پتلا بھی تیار نہ ہوا تھا۔ (نشر الطیب: ٦-٥)

رسول اللہ ﷺ کا انتخاب

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے اسماعیل علیہ السلام کو، ان کی اولاد میں سے بنی کنانہ کو، بنی کنانہ میں سے قریش کو، قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھے منتخب و قبول فرمایا ہے۔

(طبقات ابن سعد: ١/٤)

آپ ﷺ کے فضائل

حضرت آدم علیہ السلام نے محمد ﷺ کا مبارک نام عرش پر لکھا دیکھا، تو اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا: 'اگر محمد نہ ہوتے تو میں تمہیں بھی پیدا نہ

کرتا'۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ثمرہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔(نشر الطیب: ۱۰– ۹)

رسول اللہ ﷺ کا مبارک نسب

رسول اللہ ﷺ کا نسب تین حصوں پر تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ان میں سے پہلے حصہ کی صحت پر تمام اہلِ سیر اور ماہرینِ انساب کا اتفاق ہے۔ جو کہ عدنان تک منتہی ہوتا ہے۔ دوسرا حصہ، جس میں اہل سیر کا اختلاف ہے، کسی نے توقف کیا ہے اور کوئی قائل ہے، یہ عدنان سے اوپر ابراہیم علیہ السلام تک منتہی ہوتا ہے۔ تیسرا حصہ، جس میں یقیناً کچھ غلطیاں ہیں ، وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اوپر حضرت آدم علیہ السلام تک جاتا ہے۔ اب ہم تینوں حصوں کو قدرے تفصیل سے پیش کرتے ہیں۔

پہلا حصہ: مُحَمَّد ﷺ، بن عَبْدُ الله، بن عبدالمُطَّلِب (شَيْبَه)، بن هَاشِم (عَمرو)، بن عبدِ مَناف، بن قُصَيّ (زَيْد)، بن كِلاب، بن مُرَّة، بن كَعْب، بن لُؤَيّ، بن غَالِب، بن فِهرُ (انہیں کا لقب قریش تھا اور ان ہی کی طرف قبیلۂ قریش منسوب ہے)، بِن مالِك، بن نضَر، بن كِنانه، بن خُزَيْمه، بن مُدْرِكه، بِن الياس (مغيره)، بِن مُضَر، بن نِزار، بن مَعَدّ، بن عدنان ۔

دوسرا حصہ: عدنان بن اُدبن هميسع بن سلامان بن عوص بن يوز

بن قمول بن اُبی بن عوام بن ناشد بن حزابن بلداس بن ید لاف بن طابخ بن جاحم بن ناحش بن ماخی بن عیض بن عبقربن عبید بن الدعا بن حمدان بن سنبر بن یثربی بن یحزن بن یلحن بن ارعوی بن عیض بن ذیشان بن عیصر بن افناد بن ایهام بن مقصر بن ناحث بن زارح بن سمی بن مزی بن عوضه بن عرام بن قیداربن اسماعیل بن ابراهیم علیما السلام۔

تیسرا حصہ: ابراهیم بن تارح (آزر) بن ناحور بن ساروع (یا ساروغ) بن راعو بن فالخ بن عابر بن شامخ بن ارفخشذبن سام بن نوح علیه السلام بن مالك بن متوشلخ بن اخنوخ (کہا جاتا ہے کہ یہ ادریس علیہ السلام کا نام ہے) بن یرد بن مهلائیل بن قینان بن آنوشه بن شیث بن آدم علیها السلام۔(دیکھئے رحمة للعالمین: ۲/۱۸-۱٤، الرحیق المختوم:۳٦)

عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے:

رسول اللہ ﷺ جب اپنے نسب کو بیان فرماتے تھے تو عدنان سے تجاوز نہ فرماتے، اور فرماتے: 'نسب والوں نے غلط کہا' یعنی ان کو سلاسلِ انساب کی تحقیق نہیں، جو کچھ کہتے ہیں وہ بے تحقیق کہتے ہیں۔ اور علامہ سہیلیؒ فرماتے ہیں کہ امام مالکؒ سے سوال کیا گیا کہ کسی شخص کا اپنے سلسلۂ نسب کو حضرت آدم علیہ السلام تک

پہنچانا کیسا ہے؟ تو انھوں نے اسے ناپسند فرمایا۔ سائل نے پوچھا: حضرت اسماعیل علیہ السلام تک پہنچانا کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا: کس نے اس کو خبر دی ہے؟' (سيرة المصطفى: ۱/۱۹-۱۸)

رسول اللہ ﷺ کے والد ماجد

قریش کے سردار، عبدالمطلب کے ۱۰/ بیٹے تھے، ان میں سے ایک کا نام ''عبداللہ'' تھا، جو ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کے والد ہیں۔ عبدالمطلب نے حضرت عبداللہ کا نکاح حضرت آمنہ سے کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ ابھی شِکمِ مادر ہی میں تھے کہ آپ کے والد عبداللہ کا انتقال ہو گیا۔ ثم لم يلبث عبد اللّٰه بن عبدالمطلب، أبو رسول اللّٰه ﷺ، أن هلك، وأم رسول اللّٰه ﷺ حامل به۔ (السيرة النبوية لابن هشام، موت عبد الله: ۱/۱۱۷)

رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماجدہ کا نام ونسب

آمِنه بنت وَهَب ، بن عَبْدِ مَناف ، بن زُهْرَة ، بن كِلَاب ، بن مُرَّة ، بن كَعْب ، بن لُؤيّ. اس کے آگے والدہ ماجدہ کا سلسلۂ نسب والد ماجد کے سلسلۂ نسب سے مل جاتا ہے۔ (السيرة النبوية لابن هشام، ذكر سرد النسب الذكى: ۱/۳ وغيره)

ولادت کا دن اور تاریخ

آپ ﷺ کی ولادت ۱۲/ربیع الاوّل، عام الفیل (مطابق ۵۷۰ء)، پیر کے دن ہوئی، یہ انسانیت کا سب سے روشن اور مبارک دن تھا۔ولادت نبوی کے تعیین میں بہت ہی اضطراب پایا جاتا ہے،ہم نے یہاں بغرضِ مصلحت مشہور قول کو ہی لیا ہے، تفصیل آگے آرہی ہے۔(ان شاءاللہ) قال أبو اسحاق:وُلد رسول اللّٰہ ﷺ یوم الاثنین،لاثنتی عشرة لیلة خلت من شھر ربیع الأول،عام الفیل۔ (السیرة النبویة لابن ھشام،ولادة رسول اللہ ﷺ و رضاعته: ۱/۱۱۷)

رسول اللہ ﷺ کی ولادت کا واقعہ

رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ میرے بطن سے جدا ہوئے،تو آپ ﷺ کے ساتھ ایک نور نکلا،جس کے سبب مشرق ومغرب کے درمیان سب روشن ہوگیا۔پھر آپ ﷺ زمین پر آئے کہ دونوں ہاتھوں پر سہارا دیئے ہوئے تھے اور آپ ﷺ نے خاک کی ایک مٹھی بھری اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا۔اس نور میں مَیں نے شام کے محل دیکھے۔(نشر الطیب،چھٹی فصل:۱۷،سیرة النبویه لابن ھشام:۱/۱۱۶)

ایامِ رضاعت

سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کو آپ کی والدہ نے دودھ پلایا، اس کے بعد چند دن آپ کے چچا ابولہب کی باندی ثُوَیْبَہ نے اور اس کے بعد حلیمہ سعدیہ نے۔ حضرت حلیمہؓ فرماتی ہیں کہ جب انہوں نے آپ ﷺ کا دودھ چھڑایا ہے، تو آپ ﷺ نے سب سے اول یہ فرمایا تھا: اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا، وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا، وسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا۔ جب آپ ﷺ کچھ بڑے ہوئے تو باہر تشریف لے جاتے اور لڑکوں کو کھیلتا دیکھتے مگر ان سے الگ رہتے اور کھیل میں شریک نہ ہوتے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے رضاعی بھائیوں کے ساتھ جنگل میں بکریاں بھی چرایا کرتے تھے۔ حلیمہ سعدیہ آپ ﷺ کو جب آپ کی والدہ ماجدہ کے پاس واپس لائیں، اس وقت آپ کی عمر پانچ سال ایک مہینہ تھی۔ (السیرۃ النبویۃ: ۱۰۰ للندویؒ، نشر الطیب ، آٹھویں فصل ، بچپن کے بعض واقعات : ۲۲)

والدہ ماجدہ کی وفات

جب آپ ﷺ کی عمر ۶ رسال کی ہوئی، تو آپ ﷺ کی والدہ آپ کو آپ کے دادا کا ننھیال دکھانے کیلئے مدینہ لے گئیں، وہاں سے واپسی کے دوران ایک مقام ''ابوا'' پہنچ کر حضرت آمنہ کا انتقال ہوگیا۔ ایک باندی اُمِّ ایمن برکۃ

حبشیہ، جو اس سفر میں ساتھ تھیں، وہ آپ کو لیکر مکہ آئیں اور آپ کو آپ کے دادا عبدالمطلب کے سپرد کیا۔أن أم رسول اللّٰه ﷺ توفیت ورسول اللّٰه ﷺ ابن ست سنین بالأبواء، وبین مکة والمدینة، کانت قد قدمت به علی أخواله من بنی عدیّ بن النجار، تزیره ایاهم، فماتت وهی راجعة به الی المکة۔(السیرالنبویه لابن هشام، وفاة آمنة وحال رسول اللّٰه ﷺ مع جده: ۱/ ۱۲۳)

دادا کی وفات

والدین کے بعد آپ اپنے دادا عبدالمطلب کے پاس رہے، وہ آپ کو دل وجان سے زیادہ چاہتے تھے۔جب آپ ﷺ کی مبارک عمر ۸/سال ہوئی تو دادا عبدالمطلب کا بھی انتقال ہوگیا۔فلما بلغ رسول اللّٰه ﷺ ثمانی سنین هلك عبد المطلب بن هاشم۔ وذلك بعد الفیل بثمانی سنین۔(السیرة النبویة لابن هشام،وفاة عبد المطلب: ۱/۱۲٤)

چچا ابوطالب کے ساتھ

دادا کے انتقال کے بعد آپ اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ رہنے لگے، وہ آپ کے والد کے حقیقی بھائی تھے، جب آپ بارہ سال، دو مہینے، دس روز کے

ہوئے، تو اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ ملک شام کے سفر کے لیے نکلے، اور جب بُصریٰ پہنچے تو بُحَیُرا راہب نے آپ کو دیکھا، اور آپ کی صفات سے آپ کو پہچان لیا، اور پاس آ کر آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر کہا: 'یہ اللہ کے پاک رسول ہیں، تمام عالم کی طرف ان کو اللہ تعالی رحمت بنا کر مبعوث فرمائیں گے'۔ اُس سے پوچھا گیا کہ: یہ بات تجھے کیسے معلوم ہوئی؟ اس نے کہا کہ: جب تم لوگ عَقَبۃ کی طرف سے آئے تو ہر شجر و حجر سجدہ میں گر گیا، اور یہ شجر و حجر نبی کے علاوہ کسی اور کے سامنے سجدہ نہیں کرتے، اور ہماری کتابوں میں ان کا ذکر موجود ہے۔

بُحَیُرا نے ابو طالب سے آپ کے رشتہ کے متعلق سوال کیا؟ انھوں نے کہا کہ: یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے، راھب نے کہا: آپ کو ان پر شفقت ہے؟ انھوں نے جواب دیا: ہاں۔ اس نے کہا: اگر آپ ان کو ملک شام لے گئے تو بخدا! یہودی ان کو قتل کر ڈالیں گے۔ پس آپ کے چچا یہود کے خطرے کی وجہ سے آپ کو واپس لے آئے۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، کفالۃ ابی طالب وغیرہ: ۱/۱۳۳-۱۳۰)

تجارت کے لیے شام کا دوسرا سفر

دوسری مرتبہ ایک تجارت کے سلسلہ میں آپ ﷺ ملک شام تشریف لے گئے، آپ کے ساتھ حضرت خدیجہ کے غلام مَیُسَرَہ بھی تھے، یہ واقعہ حضرت

خدیجہؓ سے نکاح سے پہلے کا ہے، جب آپ ملک شام پہنچے، تو ایک راہب 'نَسطُورا' کے صَومِعَہ (عیسائیوں کی عبادت گاہ) کے قریب ایک درخت کے سایہ میں آرام فرما ہوئے۔ راہب نے مَیسرہ سے پوچھا: یہ کون شخص ہے؟ میسرہ نے کہا: یہ قریش کا ایک شخص ہے، اہلِ حرم میں سے ہے، راہب نے کہا: اس درخت کے نیچے تو نبی کے علاوہ کوئی آ کر کبھی اترا ہی نہیں! پھر آپ نے سامانِ تجارت فروخت کیا اور جو خریدنا تھا خریدا، پھر مکہ کی طرف واپس ہوئے۔ فنزل رسول اللّٰہ ﷺ فی ظل شجرة قريباً من صومعة راهب من الرهبان، فاطلع الراهب الى ميسرة، فقال له: من هذا الرجل الذى نزل تحت هذه الشجرة ؟ قال له ميسرة: هذا رجل من قريش من أهل الحرم، فقال له الراهب: مانزل تحت هذه الشجرة قط الا نبى۔ ثم باع رسول اللّٰه ﷺ سلعة التى خرج بها، واشترى ما أراد أن يشترى، ثم أقبل قافلاً الى مكة ومعه ميسرة۔(السيرة النبويه لابن هشام،خروجه الى الشام فى تجارة خديجة،وما كان من بحيرى: ١٣٦/١)

حضرت خدیجہؓ سے نکاح

جب آپ ﷺ ۲۵/سال کے ہوئے تو حضرت خَدِیجَہ بنتِ خُوَیلِد کے ساتھ نکاح کیا، وہ بیوہ تھیں، اور ان کے شوہر اَبُوھَالَہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ اس

نکاح کے وقت آپ ﷺ کی عمر ۲۵ ر سال اور حضرت خدیجہؓ کی عمر ۴۰ ر سال تھی ، آپ کے چچا سیدنا حضرت حمزہؓ نے یہ پیغامِ نکاح آپ ﷺ تک پہنچایا اور ابوطالب نے نکاح کا خطبہ پڑھا۔حضرت ابراہیمؓ کو چھوڑ کر ،جن کا انتقال بچپن ہی میں ہوگیا تھا،آپ ﷺ کی ساری اولاد ان ہی سے ہوئی۔فلما قالت ذلك رسول اللّٰه ﷺ ذكر ذلك لأعمامه فخرج معه عمه حمزة بن عبد المطلب، رحمه اللّٰه، حتى دخل على خويلد بن أسد، فخطبها اليه، فتزوجها۔قال ابن هشام: وأصدقها رسول اللّٰه ﷺ عشرين بكرة، وكانت أول امرأة تزوجها رسول اللّٰه، ولم يتزوج عليها غيرها حتى ماتت۔(السيرة النبوية لابن هشام، حديث تزويج رسول اللّٰه ﷺ خديجةؓ: ۱/۱۳۶-۱۳۸)

وحی کا آغاز

مکہ مکرمہ کے ایک پہاڑ میں ایک غار ہے،جس کا نام 'حِرَاء' ہے،آپ اس غارِ حِرَاء میں تشریف لے جاتے اور مسلسل اپنے پرودگار کی عبادت میں مشغول رہتے۔جب آپ کی عمر چالیس سال ایک دن ہوئی،تو اللہ تعالی کی جانب سے حضرت جبرئیلؑ آپ کے پاس غارِحراء میں تشریف لائے اور کہا: پڑھو، آپ نے فرمایا: میں پڑھا ہوا نہیں ہوں ، کیسے پڑھوں ؟ اسی طرح ۳/ مرتبہ ہوا ، پھر

جبرئیلؑ نے آپ کو سینہ سے لگا کر زور سے دبایا، جس کو برداشت کرنا مشکل ہو گیا، پھر چھوڑ کر کہا:

﴿اِقْرَاْبِاسْمِ رَبِّكَ الّذِیْ خَلَقَ۔خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ۔ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ۔ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ۔ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ۔﴾

رسول اللہ ﷺ اس واقعہ سے خوف زدہ ہو گئے، اس لیے کہ ایسا نہ کبھی پہلے آپ کے ساتھ پیش آیا تھا اور نہ آپ نے اس طرح کی بات کبھی سنی تھی، آپ گھر تشریف لائے اور حضرت خدیجہؓ کے پاس آ کر فرمایا: مجھے کپڑا اڑھا دو، تو آپ کو کپڑا اُڑھا دیا گیا۔ حضرت خدیجہؓ نے آپ سے اس حالت کا سبب پوچھا، تو آپ نے پورا قصہ بیان کیا، اور فرمایا 'مجھے اپنی جان کا خوف ہے'۔

حضرت خدیجہؓ نے عرض کیا: آپ کو کیا خوف ہے؟ آپ کے لیے تو بشارت ہے، خدا کی قسم! اللہ تعالی آپ کو کبھی بے یار و مددگار نہیں چھوڑیں گے، آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں، سچ بولتے ہیں، عیال دار کی مدد کرتے ہیں، فقیر کی حاجت پوری کرتے ہیں، مہمان کا اکرام کرتے ہیں، حق کی مدد کرتے ہیں، یہ سب آپ کی دائمی عادات ہیں۔ (سیر سیدالبشر:٦٨-٦٦، السیرۃ النبویۃ لا بن هشام:١/ ١٧٠-١٤٩)

وَرَقہ بن نوفل

حضرت خدیجہؓ آپ ﷺ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں، وہ ان کے چچا زاد بھائی تھے، جو کہ زمانہ جاہلیت میں نصرانی ہوگئے تھے، عمر بھی زیادہ تھی، اور عالم فاضل بھی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ دیکھا تھا۔ سب بیان فرمادیا، وَرَقَہ نے سنتے ہی کہا: قسم ہے اس ذات کی ،جس کے قبضہ میں میری جان ہے! آپ اس امت کے نبی ہیں، اور یہ وہی فرشتہ ہے، جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تھا، کاش! میں اس دورِ نبوت میں جوان ہوتا، اور اس وقت تک زندہ رہتا، جب آپ کی قوم آپ کو جھٹلائیگی اور آپ کو نکالے گی، آپ ﷺ نے حیرت سے پوچھا: کیا میری قوم مجھ کو نکالے گی؟ ورقہ نے کہا: ہاں! جو شخص بھی اس قسم کی چیز لایا ہے، جیسی تم لائے ہو اس سے عداوت و مخالفت کی گئی ہے، اگر وہ دن مجھے ملے تو میں پوری قوت کے ساتھ آپ کی مدد کرونگا۔ (سیرت سید البشر :٦٨، السیرۃ النبویۃ لابن ھشام: ١/ ١٧١)

وحی میں تَوَقُّف

پھر تھوڑی ہی مدت کے بعد ورقہ کا انتقال ہوگیا، اور وحی کے آنے میں بھی توقف ہوگیا، جس سے رسول اللہ ﷺ کو انتہائی رنج و غم ہوا۔ (سیرت سید البشر: ٦٨)

تبلیغِ اسلام (خفیہ)

شروع میں جب رسول اللہ پر وحی نازل ہوئی، تب تک اس میں صرف آپ کی ذات کے لیے احکام تھے، پھر کچھ دنوں وحی کا سلسلہ بند رہنے کے بعد جب دوبارہ وحی شروع ہوئی، تو اس میں تبلیغِ اسلام کا حکم ہوا، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے شروع میں دعوتِ اسلام اپنی جان پہچان کے لوگوں اور ان شخصوں میں شروع کی جن پر آپ کو اعتماد تھا۔ اس طریق سے سب سے پہلے آپ کی بیوی حضرت خدیجہؓ، اس کے بعد حضرت علی، جن کی عمر اس وقت صرف دس سال تھی، اس کے بعد زید بن حارثہ، جو آپ کے غلام تھے، اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنھم ایمان لائے۔

(سیرت خاتم الانبیاء: ٤٤-٤٣ للعثمانیؒ)

تبلیغِ اسلام (اعلانیہ)

رسول اللہ ﷺ دعوت وتبلیغ کے اس کام کو ۳ رسال تک اسی طرح چھپا کر کرتے رہے، پھر جب اللہ تعالی کی طرف سے علی الاعلان اس کام کو کرنے کا حکم ہوا تو آپ کوہِ صفا پر چڑھے اور قوم کو جمع کر کے اسلام کی دعوت دی۔ (سیرت خاتم الانبیاء: ٤٦-٤٥ للعثمانیؒ)

حبشہ کی ہجرت

نزولِ وحی کے چوتھے سال کے درمیان یا آخر میں مسلمانوں پر ظلم وستم کا سلسلہ شروع ہو گیا جو دن بدن بڑھتا ہی گیا، جب رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ آپ کے اصحاب کو سخت آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور آپ ان کی حفاظت وغیرہ پر قادر نہیں تو آپ نے ان سے فرمایا: اگر تم لوگ حبشہ کی طرف نکل جاؤ تو اچھا ہے، وہاں کا بادشاہ ایسا ہے کہ جس کی وجہ سے کوئی کسی پر ظلم نہیں کرتا، وہ ایک اچھا ملک ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالی تمہارے لیے نجات وکشادگی کا کوئی اور سامان پیدا کر دے۔اس موقعہ پر مسلمانوں کی جماعت نے حبشہ کی طرف ہجرت کی، یہ اسلام کی پہلی ہجرت تھی، جس میں ۱۰/آدمی تھے، اور انھوں نے اپنا امیر عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو بنایا۔فلما رأى رسول اللهﷺ مايصيب أصحابه من البلاء، وما هو فيه من العافية، بمكانه من الله ومن عمه أبى طالب، وأنه لا يقدر على أن يمنعهم مما هم فيه من البلاء، قال لهم:لو خرجتم الى أرض الحبشة فان بها ملكاً لا يظلم عنده أحد، وهى أرض صدق، حتى يجعل الله لكم فرجاً مما أنتم فيه۔ فخرج عند ذلك المسلمون من أصحاب رسول اللهﷺ الى أرض الحبشة، مخافة الفتنة، وفراراً الى الله بدينهم، فكانت أول هجرة كانت فى الاسلام......فكان هؤلاء العشرة أول من خرج من المسلمين الى أرض الحبشة، فيما بلغنى......قال ابن

هشام: و كان عليهم عثمان بن مظعون، فيما ذكر لي بعض أهل العلم۔(سيرت النبوية لا بن هشام،ذكر الهجرة الاولى إلى ارض الحبشة: ۱/ ۲۳۷)

حبشہ کی دوسری ہجرت

اس کے بعد جعفرؓ بن ابی طالب نے حبشہ کی طرف ہجرت کی ، پھر بہت سے مسلمان وہاں پہنچتے رہے،ان میں سے کچھ لوگ تنہا تھے اور کچھ اہل وعیال کے ساتھ،جن لوگوں نے حبشہ کی ہجرت کی ،ان کی کُل تعداد ۸۳/ بتائی گئی ہے۔حبشہ کی یہ ہجرت ۵ ھ نبوی میں ہوئی تھی، جہاں جعفرؓ بن ابی طالب اپنے ساتھیوں کے ساتھ ۷ ھ تک رہے،اورغزوۂ خَیبَر کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے،اس طرح وہ تقریباً ۱۵/ سال حَبُشَه میں رہے۔قال ابن اسحاق: ثم خرج جعفر بن أبي طالب رضي اللّٰه عنه، و تتابع المسلمون حتى اجتمعوا بأرض الحبشة، فكانوا بها، منهم من خرج بأهله معه، و منهم من خرج بنفسه لا أهل له معه۔(سيرت النبوية لابن هشام،ذكر الهجرة الاولى الى ارض الحبشة: ۱/ ۲۳۷،السيرة النبوية: ۱۳۱ للندوى)

قوم کی طرف سے بائیکاٹ

جب رسول ﷺ نے علی الاعلان دعوت شروع کی تو کفار عداوت و دشمنی پر اتر آئے، لیکن ابو طالب آپ ﷺ کی حمایت کرتے رہے۔ ایک بار کفار نے ابو طالب سے آپ کو حوالہ کرنے کے لیے کہا، لیکن ابو طالب نے آپ کو ان کے حوالہ کرنا قبول نہ کیا، کفار نے آپ کے قتل کا پکا ارادہ کرلیا اور ابو طالب آپ کو لیکر بنو ہاشم و بنو مطلب کے ساتھ ایک گھاٹی میں آپ ﷺ کی حفاظت کے لیے جا کر رہے ، اور کفار نے ان سب کا محاصرہ کرلیا۔ یہ لوگ ایک عرصہ تک اسی طرح رہے یہاں تک کہ ببول کے پتّے کھا کر گزارا کرنے کی نوبت آئی اور ان کے بچّے بھوک سے روتے اور بلبلاتے تھے اور ان کے رونے کی آواز دور تک جاتی تھی۔ قریش نے تاجروں کو بھی ان کے خلاف بھڑکا دیا تھا، جس کی وجہ سے تاجروں نے چیزوں کی قیمت اتنی زیادہ کردی کہ وہ یہ سامان خرید ہی نہ سکیں۔ تین سال اسی سخت حال میں گزرے۔ (سیرت سید البشر: ٦٩، السیرۃ النبویۃ: ١٣٨ للندوی)

ابو طالب اور حضرت خدیجہؓ کی وفات

آپ ﷺ کی عمر ۴۹ / سال تھی۔ جب آپ کا محاصرہ ختم ہوا، اس سے آٹھ مہینے اکیس روز بعد آپ کے چچا ابو طالب کا انتقال ہوا اور ان کے انتقال سے تین روز بعد حضرت خدیجہؓ کی وفات ہوئی۔ (سیرت سید البشر: ٧٠)

جِنّات کی حاضری اور اسلام

رسول اللہ ﷺ کی عمر ۵۰؍سال، ۳؍مہینے ہوئی، تو نَصِیبَین کے جِنّات آپکی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔(سیرت سید البشر : ۷۰)

طائف کا سفر

ابو طالب کے انتقال کے بعد رسول اللہ ﷺ کو ایسی بہت سی تکلیفیں پہنچیں، جن کی ہمت قریش، ابو طالب کی زندگی میں نہ کر سکے تھے۔اور جب آپ ﷺ کو اہل مکہ کے قبول اسلام سے مایوسی کی صورت پیدا ہونے لگی، تو آپ نے اسی سال یعنی ۱۰ھ نبوی میں، ماہِ شوال کے آخر میں زید بن حارثہ کو ساتھ لیکر طائف کا سفر کیا اور وہاں کے لوگوں کو حق کی دعوت دی، اور ایک مہینہ تک لگا تار ان کی تبلیغ و ہدایت میں مصروف رہے مگر ایک شخص نے بھی آپ کی دعوت قبول نہ کی۔

جب رسول اللہ ﷺ طائف آئے تو سب سے پہلے ثقیف کے سرداروں اور ذمہ دار لوگوں سے ملنے تشریف لے گئے، اور ان کے پاس بیٹھ کر انھیں دینِ حق کی دعوت دی، لیکن آپ کو اس کا بہت برا اور سخت جواب ملا، انھوں نے آپ کا مذاق اڑایا اور شہر کے اَوْباش لوگوں اور لڑکوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا، یہ لوگ آپ کو گالیاں دیتے، شور مچاتے، اور آپ پر پتھر برساتے تھے۔انھوں نے راستہ کے

دونوں طرف اپنے آدمی کھڑے کر دیئے، آپ ایک قدم بھی اٹھاتے تو کسی نہ کسی طرف سے آپ پر پتھر پھینکا جاتا، یہاں تک کہ آپ لہولہان ہو گئے۔(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، سعی الرسول الی ثقیف یطلب النصرۃ:۲/۱۷-۱۸)

معراج

آپ ﷺ کی عمر ۵۱/سال، ۹/مہینے ہوئی تو آپ ایک رات زمزم اور مقام ابراہیم کے درمیان لیٹے ہوئے تھے، جبرئیل اور میکائیل ایک بُـرَّاق لائے، آپ ﷺ کو اس پر سوار کیا اور، پہلے بیت المقدس پھر آسمانوں پر لے گئے۔

آپ ﷺ نے پہلے آسمان پر حضرت آدم سے، دوسرے پر حضرت عِیسٰی اور ان کے خالہ زاد بھائی حضرت یَحیٰی سے، تیسرے پر حضرت یوسف سے، چوتھے پر حضرت اِدرِیس سے، پانچویں پر حضرت ھَارُون سے، چھٹے پر حضرت مُوسیٰ سے اور ساتویں پر حضرت اِبرَاھیم سے ''ملاقات کی'' علیھم السلام۔ پھر آپ کی ملاقات اللہ جل شانہ سے ہوئی اور اسی موقعہ پر آپ اور آپ کی امت پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔(سیرت سید البشر: ۷۱_۷۰، السیرۃ النبویۃ، ذکر الاسراء والمعراج: ۱/۲۹۶)

انصار کا قبول اسلام

رسول اللہ ﷺ دس سال تک عرب کے قبائل کو اعلان کے ساتھ اسلام کی دعوت دیتے رہے۔ آپ ہر مجلس و مجمع مین جا کر ان کو حق کی دعوت دیتے۔ حج کے موسم میں بھی گھر گھر جا کر لوگوں کو حق کی طرف بلاتے۔ جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو عقبہ کے پاس انصار کے قبیلہ خِزْرَج کے کچھ لوگ آپ سے ملے، آپ نے ان کو اللہ کی طرف دعوت دی اور اسلام ان کے سامنے پیش کیا، انھوں نے اسی وقت آپ کی تصدیق کی اور ایمان لے آئے۔ جب یہ لوگ مدینہ پہنچے، تو اپنے دوسرے بھائیوں سے آپ ﷺ کا ذکر کیا اور ان کو بھی اسلام کی دعوت دی، یہاں تک کہ ان کی قوم اور برادری میں اسلام خوب پھیل گیا اور کوئی گھر ایسا نہ بچا جہاں آپ ﷺ کا چرچا نہ ہو۔قال ابن اسحاق: فلما أراد اللّٰه عزو جل اظهار دينه، واعزاز نبيهﷺ، وانجاز موعده له، خرج رسول اللّٰهﷺ فى الموسم الذى لقيه فيه النفر من الأنصار، فعرض نفسه على قبائل العرب، كما كان يصنع فى كل موسم۔ فبينما هو عند العقبة لقى رهطاً من الخزرج أراد اللّٰه بهم خيراً......ثم انصرفوا عن رسول اللّٰهﷺ راجعين الى بلادهم، وقد آمنوا و صدقوا......فلما قدموا المدينة الى قومهم ذكروا لهم رسول اللّٰهﷺ و دعوهم الى الاسلام حتى فشا فيهم، فلم يبق دار من دور الأنصار الا وفيها ذكر من رسول اللّٰهﷺ۔(سيرةالنبوية لابن هشام، بدء

إسلام الانصار: ٢/ ٢٦-٢٤)

جب انھوں نے واپسی کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ دین کی تعلیم کے لیے مُصْعَبْ ؓ بن عُمَیرْ کو کر دیا، وہ اَسْعَدْ بن زُرَارَہ کے یہاں رہے اور وہاں امامت وغیرہ کے فرائض انجام دیتے رہے۔ یہ بَیْعَتِ عَقَبَہ اُوْلیٰ کہلائی۔ قال ابن اسحاق: فلما انصرف عنه القوم، بعث رسول اللّٰه ﷺ معهم مصعب بن عمير بن هاشم بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصيّ، وأمره أن يقرئهم القرأن، يعلمهم الاسلام، ويفقههم فى الدين، فكان يسمى المقرىء بالمدينة: مصعب، الخ۔ (سيرة النبوية، العقبة الاؤلى ومصعب بن عمير: ٢/ ٣٠)

بیعتِ عقبہ ثانیہ

دوسرے سال میں مُصْعَبْ بن عُمَیرْ ؓ مکہ واپس آئے اور انصار کے کچھ مسلمان، مشرکین کی ایک جماعت کے ساتھ جو حج کی غرض سے جا رہی تھی، مکہ پہنچے، اور رسول سے عقبہ میں بیعت کا وعدہ کیا، جب وہ حج سے فارغ ہوئے اور ایک تہائی رات گزر گئی تو عقبہ کے نزدیک جمع ہوئے، ان سب کی تعداد ۷۳ ر تھی، جن میں دو عورتیں بھی شامل تھیں۔

آپ ﷺ تشریف لائے، ان سے گفتگو کی، قرآن مجید پڑھ کر سنایا اور

اللہ کی طرف دعوت دی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تم سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ تم میرے ساتھ حفاظت وغیرہ کا وہی معاملہ کروگے جو اپنے اہل وعیال کے ساتھ کرتے ہو،انہوں نے آپ سے بیعت کر لی۔ پھر آپ نے ان میں سے ۱۲/ لوگوں کو سردار منتخب کیا، ۹/ خِزرَج کے اور ۳/ اَوس کے۔قال ابن اسحاق: ثم ان مصعب بن عمير رجع الى مكة، و خرج من خرج من الأنصار من المسلمين الى الموسم مع حجاج قومهم مع حجاج قومهم من أهل الشرك، حتى قدموا مكة، فواعدوا رسول اللّٰه ﷺ العقبة، من أوسط أيام التشريق، حين أراد اللّٰه بهم ما أراد من كرامته، والنصر لنبيه، واعزاز الاسلام وأهله، واذلال الشرك وأهله......قال كعب:ونحن ثلاثة و سبعون رجلاً، ومعنا امرأتان من نسائنا...... قال:فتكلم رسول اللّٰه ﷺ، فتلا القرآن، ودعا الى اللّٰه، ورغب فى الاسلام، ثم قال:أبايعكم على أن تمنعونى مما تمنعون منه نسائكم وأبنائكم۔قال: فأخذ البراء بن معرور بيده،ثم قال:نعم......قال كعب: وقد كان رسول اللّٰه ﷺ:أخرجوا الى منكم اثنتى عشر نقيباً، ليكونوا على قومهم بما فيهم۔ فأخرجوا منهم اثنتى عشر نقيباً،تسعة من الخزرج، وثلاثة من الأوس۔(سيرة النبوية،امرالعقبة الثانية:٢/٣٦-٣٣)

مدینہ کی طرف ہجرت کی ابتداء

قریش کو جب اس بیعت کی خبر ہوئی تو ان کے غصّہ کی انتہا نہ رہی اور انہوں نے مسلمانوں کو اور زیادہ تکلیف دینا شروع کر دیا، اس وقت رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا مشورہ دیا، اور آہستہ آہستہ خفیہ طور پر صحابہ ایک-ایک، دو-دو کر کے مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے، یہاں تک کہ مکہ میں صرف آپ ﷺ، حضرت ابوبکر، حضرت علی، اور تھوڑے سے وہ لوگ جو ہجرت کی استطاعت نہیں رکھتے تھے، رہ گئے۔ رضی اللہ عنهم

قال ابن اسحاق: فلما أذن اللّٰه تعالیٰ له ﷺ فی الحرب، و بایعه هذا الحی من الأنصار علی الاسلام و النصرة له و لمن اتبعه، و أوی الیهم من المسلمین، أمر رسول اللّٰه ﷺ أصحابه من المهاجرین من قومه، و من معه بمكة من المسلمین، بالخروج الی المدینة و الهجرة الیها، و اللحوق باخوانهم من الأنصار، و قال: ان اللّٰه عزو جل قد جعل لكم اخواناً و داراً تأمنون بها۔ فخرجوا أرسالاً، و أقام رسول اللّٰه ﷺ بمكة ینتظر أن یأذن له ربه فی الخروج من مكة، و الهجرة الی المدینة۔ (سیرة النبویة، إذنه ﷺ لمسلمی مكة بالهجرة: ۲/ ۵۵- ۵٤)

رسول اللہ ﷺ کا سفرِ ہجرت

جب آپ ﷺ نے ہجرت فرمائی تو آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیقؓ اوران کے غلام عامر بن فُهَيْرہ ؓ تھے، اور راستہ بتانے والا عبداللہ بن اُرَیقِط لَیْثِی تھا، جو کافر تھا۔ آپ ﷺ کی تلاش میں جب قریش آئے، ان سے بچنے کے لیے آپ اور حضرت ابوبکرؓ غارِ ثور میں چھپے، حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں: میں نے مشرکین کو دیکھا کہ وہ بالکل ہمارے سروں پر آ پہنچے، تو میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر ان میں سے کوئی اپنے پیروں کی طرف نظر کرے تو اپنے قدموں کے نیچے ہی ہمیں دیکھ لیگا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے ابوبکر! تمھارا کیا خیال ہے ان دو کے متعلق، جن کا تیسرا اللہ ہے؟ (سیرتِ سید البشر:۷۷-۷۲، وانظر السیرۃ النبویۃ لابن ہشام:ہجرۃ الرسول:۲/ ٤٦)

مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کا استقبال

انصار کو یہ اطلاع ہوگئی تھی کہ رسول اللہ ﷺ مکہ سے مدینہ کے لیے روانہ ہو چکے ہیں، وہ روزانہ فجر کی نماز کے بعد شہر کے آخری کنارے پر پہنچ جاتے اور آپ کا انتظار کرتے اور اس وقت تک وہاں سے نہ ہٹتے جب تک دھوپ بہت زیادہ تیز نہ ہو جاتی۔ آپ ﷺ جس وقت مدینہ تشریف لائے اس وقت انصار

اپنے گھروں میں جا چکے تھے،سب سے پہلے ایک یہودی کی نظر آپ ﷺ پر پڑی ،اس نے زور سے آواز لگا کر انصار کو اِطّلاع دی، وہ یہ خبر سنتے ہی نکل پڑے۔ تقریباً پانچ سو انصاریوں نے اس مبارک قافلہ کا استقبال کیا، ہر شخص چاہتا تھا کہ آپ اس کے ہاں قیام فرمائیں،آپ نے ارشاد فرمایا: میری اونٹنی کو چھوڑ دو، یہ خدا کی طرف سے مامور ہے۔ جب آپ بَنِی مَالِك بن النَّجّار کے گھر تک پہنچے تو اونٹنی ایک جگہ پر خود بخود بیٹھ گئی۔ آپ ﷺ اترے تو ابوایوب انصاریؓ فوراً آپ کا سامان اٹھا کر لے گئے،آپ نے انھیں کے یہاں قیام فرمایا۔(سیرت سید البشر:۷۸/ ۷۷، و السیرة النبویة:۱۹۵ للندوی)

چند اہم ترین واقعات

رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کو بیان کرنا کوئی ہنسی کھیل نہیں، ہر لمحہ ذمہ داری کا بوجھ کاندھوں کو جھکائے رکھتا ہے۔ پھر یہ موقعہ بھی تفصیل پیش کرنے کا نہیں۔اس لیے نہایت اختصار کے ساتھ چند اہم ترین واقعات کو سنین کے اعتبار سے ترتیب وار بیان کرنے پر اکتفاء کرتا ہوں۔

۱ھ

(۱)رسول نے اسی کے سامنے کی زمین خرید کر مسجد تعمیر فرمائی۔ یہ زمین دو

یتیم بچوں کی تھی، انھوں نے مسجد کا نام سن کر ہدیہ کرنا چاہا،لیکن آپ نے بغیر قیمت کے لینا پسند نہیں کیا اور اس کی پوری قیمت ادا کی اور مسجد کی تعمیر کے کام میں برابر شریک بھی رہے یہ مسجد ''مسجد نبوی'' کہلاتی ہے۔ جو مدینہ کی سب سے بڑی اور اصل مسجد ہے۔

(۲) جو مسلمان مکہ سے آئے تھے یعنی مہاجرین اور جو مسلمان مدینہ میں آباد تھے یعنی انصار، آپ ﷺ نے ان میں مواخات یعنی بھائی چارہ قائم کردیا، یہ دین کے بھائی آپس میں سگے بھائیوں سے زیادہ محبت کرتے تھے۔

(۳) مدینہ کے یہودیوں اور آس پاس کے رہنے والے قبیلوں سے امن ودوستی کے عہد نامے کئے گئے۔

۲ھ

(۱) عبادت کے سلسلہ میں نماز پہلے ہی سے فرض تھی جو مکہ میں علیحدہ علیحدہ اور ایک حد تک چھپ کر پڑھی جاتی تھی، مدینہ میں یہ دشواری ختم ہوگئی، اس لیے مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنے کے لیے اطلاع کی ضرورت تھی، اس لیے ہجرت کے پہلے ہی سال اذان شروع ہوئی۔

(۲) آپ ﷺ کی خواہش، کعبہ کی طرف رخ کرکے نماز پڑھنے کی تھی، مگر جب تک اللہ کی طرف سے حکم نہ ملے آپ اپنی خواہش پر عمل نہیں کرسکتے تھے،

چنانچہ آپ کی اس خواہش کی تکمیل کے لیے کعبہ کو قبلہ بنانے کا حکم نصف شعبان ۲ ھ میں نازل ہوا۔

(۳) اسلام کی بنیاد جن ارکان پر ہے، ان میں سے تیسرا اور چوتھا رکن روزہ اور زکوۃ ہے، ان کا حکم مدینہ پہنچنے پر غزوۂ بدر کے بعد ۲ھ میں آیا۔

۴ھ

ہجرت کی برکات میں سے ایک بہت بڑی برکت یہ ہے کہ ۴ھ میں شراب کی حرمت کا اعلان کیا گیا ۔ او اسلام نے شراب کا نام ''ام الخبَائث'' (برائیوں کی جڑ) رکھا۔

۵ھ

ہجرت کے پانچویں سال میں مسلمان عورتوں کے لیے پردہ کا حکم نازل ہوا۔

۶ھ

شروع ذیقعدہ ۶ھ میں آپ ﷺ نے مکّہ کا ارادہ کیا اور عمرہ کا احرام باندھا۔ صحابہ کی ایک بڑی جماعت، جس کی تعداد ۱۵۰۰- ۱۴۰۰ بتائی جاتی ہے، آپ کے ساتھ تھی۔

حُدَیبِیَہ ، مکّہ سے ایک منزل پر ایک مقام ہے، وہاں پہنچ کر آپ نے قیام فرمایا اور حضرت عثمانؓ کو مکّہ روانہ فرمایا کہ قریش کو مُطّلع کر دیں کہ اس وقت ہمارا ارادہ صرف عمرہ کا ہے۔ اور کوئی سیاسی غرض نہیں۔ مگر یہ واقعہ طول پکڑ گیا اور آپ ایک معاہدہ کر کے یہیں سے واپس تشریف لے گئے، جس کا نام "صلح حدیبیہ ہے۔ صلح ہونے کے بعد قدرتی طور پر آپس میں رابطہ اور تعلقات کی وجہ سے دعوت کے کام میں آسانی پیدا ہوئی اور دنیا کو اسلام سمجھنے کا موقع ملا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ٦ھ کے آخر یا ۷ھ کے شروع میں حق کی آواز تمام دنیا کے بادشاہوں تک پہنچادی۔

۸ھ

مکہ، جہاں سے کافروں نے آپ ﷺ اور آپ کے اصحاب کو نکالا تھا، جہاں کمزور مسلمانوں کا زندہ رہنا مشکل ہوگیا تھا۔ ۸ھ میں فتح ہوگیا، اور کعبہ، ۳٦۰ ربتوں سے پاک ہوگیا۔

۹ھ

میں حج فرض ہوا اور آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو حاجیوں کے قافلے کا امیر بنا کر حج کے لیے بھیجا اور ان کے ساتھ بہت سے مسلمانوں نے حج

کیا۔

غزوات

آپ ﷺ جب سے مدینہ آئے تھے، تب ہی سے دشمنوں نے کئی دفعہ مسلمانوں پر چڑھ، چڑھ کر حملے کئے، چار برس تک مسلمانوں نے صبر کیا، پھر انھوں نے بھی کئی دفعہ آگے بڑھ کر دشمن کی فوجوں کو تتر بتر کیا، یہ لڑائیاں ۲ھ سے شروع ہوئیں اور ۹ھ تک ۷/سال رہیں، مشہور غزوات یہ ہیں: (۱) بدر ۲ھ (۲) اُحد ۳ھ (۳) خندق ۵ھ (۴) خیبر ۵ھ (۵) مکہ ۸ھ (۶) حنین ۸ھ (۷) تبوک ۹ھ۔

۱۰ھ

میں اعلان کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ اس سال حج کے لیے تشریف لے جائیں گے۔ اس خبر سے بہت سے لوگ مدینہ طیبہ آئے، سب کی تمنا تھی کہ آپ ﷺ کے ساتھ حج کا موقع ملے۔ آپ نے اس موقع پر اسلام کے اصول سمجھائے اور جاہلیت کی رسموں، شرک کی باتوں کا خاتمہ کیا اور امت کو الوداع کہا۔

۱۱ھ

اللہ تعالی کی مخلوق کو اللہ کا سیدھا راستہ دکھا کر ۶۳/سال، ۵/دن کی عمر میں

۱۲/ ربیع الاول، پیر کے دن، چاشت کے وقت آپ نے اس دارِ فانی سے کوچ کیا۔ اِنا للہ و اِ نا الیہ راجعون

رسول اللہ ﷺ کی ازواجِ مطہراتؓ

(۱) حضرت خَدِیجہؓ

(۲) حضرت سَوْدَہؓ

(۳) حضرت عائِشہؓ

(۴) حضرت حَفْصَہؓ

(۵) حضرت اُمِ حَبِیبَہؓ

(۶) حضرت اُمّ ِسَلْمَہؓ

(۷) حضرت زَینَب بنت جَحْشؓ

(۸) حضرت جُوَیرِیہؓ

(۹) حضرت صَفِیَّہؓ

(۱۰) حضرت مَیْمُونَہؓ

(۱۱) حضرت زَینَب بنت خُزَیمَہؓ۔

(سیر ت سید البشر: فصل:۱۱، ۱۶۱ – ۱٤۹)

رسول اللہ ﷺ نے کئی نکاح کئے، جن میں بہت سی مصلحتیں اور حکمتیں تھیں، جن کو

www.afif.in

اکثر اہلِ سیر نے بیان کیا ہے،اور اب تو اس موضوع پر باقاعدہ کتب آ گئی ہیں۔جس کا دل چاہے مطالعہ کر لے۔

یہ کتاب بھی اس موضوع پر اچھی ہیں: زوجات النبی محمد وحکمہ تعددھن لعبد الغنی عبد الرحمن محمد،مطبوعہ مکتبہ مدبولی۔یہ عربی زبان میں ہے۔اس موضوع سے متعلق عرب ہی کے ایک عالم کی کتاب کا اردو ترجمہ بھی ہندوستان میں شائع ہوا ہے،وہ بھی دیکھ لیں: امہات المؤمنین از شیخ مصطفی محمد طحان،اردو ترجمہ از عنایت اللہ وانی۔

رسول اللہ ﷺ کی اولاد

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ایک بیٹا قاسم پیدا ہوا۔جس کی وجہ سے آپ ﷺ کی کنیت ابوالقاسم ہے،اور ایک بیٹا عبداللہ پیدا ہوا،اسی کا نام طیب تھا،اسی کو طاہر کہتے تھے،بعض نے کہا کہ طیب اور ہے اور طاہرؓ رضی اللہ عنہم۔

بیٹیوں میں: (۱) حضرت زینب (۲) حضرت رقیہ (۳) حضرت ام کلثوم (۴) حضرت فاطمہؓ پیدا ہوئیں، رضی اللہ عنھن۔یہ کُل اولاد حضرت خدیجہؓ کے بطن سے ہوئی اور مدینہ طیبہ میں ایک صاحبزادہ آپ کی باندی ماریہ قبطیہؓ سے پیدا ہوا،جن کا نام ابراہیمؓ تھا۔ (انظر سیرت سیدالبشر:۱۶۲-۱۶۱)

رسول اللہ ﷺ کے خلفاء راشدین

(۱) حضرت ابوبکر بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہما، مدت خلافت: سوا دو سال۔

(۲) حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ، مدت خلافت: ساڑھے دس سال۔

(۳) حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ، مدت خلافت: بارہ سال۔

(۴) حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ، مدت خلافت: پونے پانچ سال۔

(۵) حضرت حسن بن علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما، مدت خلافت: چھ مہینے۔

نوٹ: عام طور پر خلفاء راشدین میں اول چار ناموں کا ذکر کیا جاتا ہے، پر زیادہ صحیح یہ ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بھی اس زمرہ میں شمار کرنا چاہیے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خلافتِ راشدہ ۳۰ رسال رہے گی۔

عن سفینة قال،قال رسو اللّٰه ﷺ:خلافة النبوة ثلاثون سنة ثم یؤتی اللّٰه الملك أو ملكه من یشاء۔(ابو داود:٤٦٤٦)

اور یہ مدت حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے چھ ماہ ملا کر مکمل ہوتی ہے۔

(تاریخِ اسلام:۱/۲۹۰)

☆☆☆

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّم دَائِماً اَبَدَاً عَلیٰ حَبِیبِكَ خَیرِ الْخَلْقِ كُلِّھِم

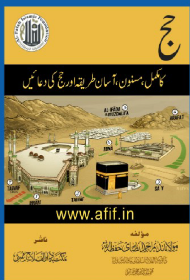
www.afif.in الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن انڈیا www.afif.in



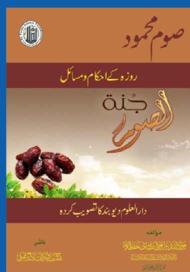


















Al Falah Islamic Foundation, India. Email: alfalahislamicfoundation@gmail.com